

ابن الحسن عباسی

مدیر ماہنامہ ”وفاق المدارس“ ملتان

اپنی ذمہ داریوں کا احساس

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے کسی شخص نے یزید کے متعلق دریافت کیا کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت نے جواب دیا کہ اس شخص کے لیے جائز ہے جسے یقین ہو کہ وہ یزید سے بہتر ہو کر مرے گا۔ سائل نے کہا: یہ مرنے سے پہلے کیسے ہو سکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا: بس مرنے کے بعد جائز ہوگا۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا: یزید کی مغفرت ہوگی یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا: ”یزید سے پہلے اپنی مغفرت کی فکر کرو۔“

خطیب الہند حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: ”مردے سنتے ہیں یا نہیں؟“ حضرت نے سوال کو طرح دے کر ایک اہم ذمہ داری کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: ”بھائی! ہماری بات تو زندہ بھی نہیں سنتے تم مردوں کی بات کرتے ہو۔“

امام شافعی رحمہ اللہ سے اہل صفین کے بارے میں پوچھا گیا۔ امام نے فرمایا:

”ہمارے ہاتھ جب ان کے خون سے محفوظ رہے، ہم اپنی زبانوں کو کیوں ان میں رنگیں کریں۔“

دوسروں کو اپنے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرنا یا ان سے اپنے جائز حقوق کے مطالبات منوانا بلاشبہ درست ہے اور ہر ایک کو اس کا استحقاق حاصل ہے لیکن اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مطالبہ کرنے والا خود اس پر نظر دوڑائے کہ کیا وہ اپنے ذمہ کے حقوق و واجبات بھی ادا کر رہا ہے؟ وہ صرف مانگنے کے بجائے کچھ دے بھی رہا ہے؟ وہ معاشرے کے بگاڑ کا حصہ بن کر بگاڑ کی فریاد کر رہا ہے یا عضو صالح بن کر فساد کی طرف متوجہ کر رہا ہے؟ کسی مستشرق نے کہا تھا: ”مشرقی رویوں کا المیہ یہ ہے کہ ہر آدمی خود کو تاہی کے جوڑ میں اتر کر اوروں کو احساس دلاتا ہے اور اپنے بار کو اپنے دوش پر اٹھانے کا بہت کم لوگوں کو احساس ہوتا ہے۔“ یہ رویہ شریعت کے مزاج کے برعکس ہے۔ قرآنی تعلیم تو یہ ہے: ”مومنو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ.....“ اس کا حاصل یہی ہے کہ اصلاح کی فکر اور اصلاح کا آغاز خود سے کرنا چاہیے..... مغرب کی دنیوی ترقیوں کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اس نے اسلامی تعلیم کے کئی زریں معاشرتی اصولوں کو اپنایا، اس نے فرد میں ملی اور انفرادی ذمہ داریوں کو اجاگر کیا۔ اپنے ملک و ملت کے حوالے سے اس کے احساس کو زندہ کیا اور تربیت کا ایسا نظام وضع کیا جس میں ڈھل کر فرد کے اندر ملک و ملت سے محبت لینے کے ساتھ ساتھ معاشرے کو کچھ دینے کی فکر، قانون کی پاسداری اور ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دینے کا رویہ پروان چڑھ جاتا ہے۔

جب تک ہم اپنے اندر انفرادی اور ملی ذمہ داریوں کا احساس اجاگر نہیں کریں گے، ذاتی خواہشات کو قومی مفادات پر قربان نہیں کریں گے، ملک و ملت سے حقوق مانگنے اور وصول کرنے کے ساتھ انہیں ان کے حقوق دینے کی سعی نہیں کریں گے۔ دوسروں کی اصلاح کے نعروں کے ساتھ اپنی اصلاح، اپنی کوتاہیوں کی درستگی کی فکر نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہمارا معاشرہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہم قوموں کی دوڑتی ہوئی زندگی میں بحیثیت ملک و ملت کوئی بلند مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ ان احساسات کے ساتھ پوری قوم کی تربیت ہوگی تو آگے بڑھنے کی راہیں کھلیں گی۔

(مطبوعہ: ماہنامہ ”وفاق المدارس“ ملتان۔ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ۔ جون ۲۰۰۵ء)

مولانا مفتی محمد عاشق الہی بلند شہری (مہاجر مدنی) رحمۃ اللہ علیہ

خليفة مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ

یزید پر لعنت کا مسئلہ

بہت سے لوگ روافض سے متاثر ہو کر یزید پر لعنت کرتے ہیں۔ بھلا اہل سنت کو روافض سے متاثر ہونے کی کیا ضرورت؟ ان کو اسلامی اصول پر چلنا چاہیے۔ روافض کے مذہب کی تو بنیاد ہی اس پر ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہیں اور یزید اور اس کے لشکر پر لعنت کریں، قرآن کی تحریف کے قائل ہوں اور متعہ کیا کریں۔ اور جب اہل سنت میں پھنس جائیں تو نقیہ کے داؤ پیچ کو استعمال کر کے اپنے عقیدہ کے خلاف سب کچھ کہہ دیں۔ بھلا اہل سنت ان کی کیا رلیں کر سکتے ہیں۔ اہل سنت اپنے اصول پر قائم رہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان ہی اصول میں سے یہ ہے کہ لعنت صرف اس پر کی جاسکتی ہے جس کا کفر پر مرنا یقینی ہو۔ یزید اور اس کے اعوان و انصار کا کفر پر مرنا کبے یقینی ہو گیا جس کی وجہ سے لعنت جائز ہو جائے؟

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اوّل یہ سوال اٹھایا ہے کہ یزید پر لعنت جائز ہے یا نہیں؟ اس کی وجہ سے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے یا قتل کا حکم دینے والا ہے۔ پھر اس کا جواب دیا ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا یہ بالکل ثابت نہیں ہے۔ لہذا یزید پر لعنت کرنا تو درکنار یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا قتل کرنے کا حکم دیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ کسی مسلمان کو گناہ کبیرہ کی طرف بغیر تحقیق کے منسوب کرنا جائز نہیں۔ نیز امام غزالیؒ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مخصوص کر کے یعنی نام لے کر افراد و اشخاص پر لعنت کرنا بڑا خطرہ ہے۔ اس سے پرہیز لازم ہے اور جس پر لعنت کرنا جائز ہو اس پر لعنت کرنے سے سکوت اختیار کرنا کوئی گناہ اور مؤاخذہ کی چیز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ابلیس پر لعنت نہ کرے اس میں کوئی خطرہ نہیں۔ چہ جائیکہ دوسروں پر لعنت کرنے سے خاموشی اختیار کرنے میں کچھ حرج ہو۔ پھر فرمایا فالاشتغال بذکر اللہ اولیٰ فان لم یکن فقی السکوت سلامہ یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا اولیٰ اور افضل ہے۔ اگر ذکر اللہ میں مشغول نہ ہو تو پھر خاموشی میں سلامتی ہے (کیونکہ لعنت نہ کرنے میں کوئی خطرہ نہیں اور نام لے کر کسی پر لعنت کر دی تو یہ پُر خطر ہے کیونکہ وہ لعنت کا مستحق نہ ہوا تو لعنت کرنے والے پر لعنت لوٹ آئے گی۔ پھر کسی حدیث میں مستحق لعنت پر لعنت کرنے کا کوئی ثواب وارد نہیں ہوا۔ اس لیے لعنت کے الفاظ زبان پر لانے سے کوئی فائدہ نہیں)۔

(”زبان کی حفاظت“، مولانا مفتی محمد عاشق الہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ)

حسب الحکم: حضرت اقدس، جتہ الخلف، بقیۃ السلف، برکتہ العصر، مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ”مکتبہ خلیل“، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ ص ۷۵، ۷۶

ناشر: ”دارالاشاعت“، اردو بازار کراچی۔ ص ۷۲، ۷۳

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالستار رحمہ اللہ
(سابق صدر مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان)

مسلك اہل سنت والجماعت

(”خیر الفتاویٰ“ جامعہ خیر المدارس ملتان کی روشنی میں) (۱)

سوال..... یزید کو بعض کافر کہتے ہیں بعض فاسق و فاجر۔ صحیح رائے کیا ہے؟
جواب..... یزید کے بارے میں مختلف باتیں کہی گئی ہیں لیکن اس کے کفر پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔
حضرت حسینؑ کے قتل کا حکم یزید نے دیا تھا یا نہیں.....؟ آپ کی شہادت سے اس کو خوشی ہوئی تھی یا رنج.....؟
اس کے بارے میں دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔ حقیقت حال اللہ کو معلوم ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ محتاط پہلو اختیار کریں۔
(خیر الفتاویٰ جلد اول۔ ص ۴۹۰)
الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
(مہتمم جامعہ خیر المدارس)

(۲)

اگر ملکیت سے مراد ولی عہد بنانا ہے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو ولی عہد مقرر فرمایا اور حضرت عمرؓ نے
چھ حضرات کے لئے یہ معاملہ سپرد فرمایا۔ اسی طرح پر حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ کو اپنے بعد ولی عہد سپرد فرمائی (کما
فی البدایہ) لیکن حضرت حسنؓ کی وفات سے یہ جگہ خالی ہوگی تو یزید کو ولی عہد مقرر کیا گیا پس یہ تو ایسی قابل ملامت بات نہیں۔
بادشاہی کوئی حرام چیز نہیں۔ قرآن کریم میں ہے ”ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ“ (سورۃ البقرۃ)
”وجعلکم ملوکا“ (المائدہ) یزید کے لئے ظالم، جابر، فاسق، ملعون وغیرہ صفات کا اثبات بھی محل نظر ہے۔ خصوصاً
حضرت معاویہؓ کی حیات میں تو قطعاً یزید ایسا نہ تھا۔ (خیر الفتاویٰ جلد اول، ص ۴۸۴)
بندہ مفتی عبدالستار عفا اللہ عنہ
(مفتی خیر المدارس، ملتان۔ ۱۳/۷/۱۳۹۹ھ)

حضرت مفتی محمد عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

سابق صدر مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

یزید کے بارے میں عادلانہ رائے (۳)

اہل سنت کا طریق، راہ اعتدال کو اختیار کرنا ہے۔ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے نہ ہی برا بھلا کہا جائے اور نہ سب و شتم
کیا جائے۔ نہ ہی یہ کوشش کی جائے کہ اسے اپنے مرتبے سے بڑھا کر خلیفہ راشد قرار دیا جائے اور نہ ہی حضرت حسینؓ کو باغی
کہا جائے اور نہ ان کی تنقیص کی جائے۔ جیسا کہ بعض لوگ شیعہ کے خلاف ضد میں آکر کہہ جاتے ہیں۔ سلامتی کی بات یہ ہے کہ
صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں جو اختلافات ہوئے ان کو موضوع بحث نہ بنایا جائے اور نہ ہی ان میں کوئی رائے زنی کی جائے۔

محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ

(خیر الفتاویٰ، جلد اول، ص ۱۳۵)

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ پاکستان

سابق مدیر ماہنامہ ”بینات“۔ بنوری ٹاؤن، کراچی

یزید اور مسلک اہل سنت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلے میں:

۱..... کیا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قریبی عزیز تھے یا نہیں؟

۲..... کیا یزید پر لعنت جائز ہے؟

۳..... جو امام یزید پر لعنت بھیجنے سے منع کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب سے مستفید فرمائیں

بندہ فضل قیوم

جواب:

۱..... یزید کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان میں رشتہ داری تھی۔

(یزید کی اہلیہ سیدہ امّ محمد سیدنا جعفر طیار کی پوتی، سیدنا عبداللہ بن جعفر کی بیٹی اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بھتیجی تھیں)

۲..... اہل سنت کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں۔

یہ رافضیوں کا شعار ہے، قصیدہ بدالامالی جو اہل سنت کے عقائد میں ہے اس کا شعر ہے:۔

ولم یلعن یزیداً بعد موت

سوی المسکشار فی الاعزاء غال

اسکی شرح میں علامہ علی قاری لکھتے ہیں کہ یزید پر سلف میں سے کسی نے لعنت نہیں کی۔ سوائے رافضیوں

، خارجیوں اور بعض معتزلہ کے جنہوں نے فضول گوئی میں مبالغہ سے کام لیا ہے اور اس مسئلہ پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

”فلا شک ان السکوت اسلم، واللہ اعلم“

اس لیے اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے نہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں مدح و توصیف کی جائے۔

۳..... جو امام یزید پر لعنت کرنے سے منع کرتا ہے وہ اہل سنت کے صحیح عقیدہ پر ہے اور اس کے پیچھے نماز بلا شہرہ صحیح ہے۔ جو

لوگ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے وہ اہل سنت کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

(ماہنامہ ”بینات“، کراچی۔ شمارہ اگست ۱۹۸۱ء، ص ۶۲، ۶۳)

☆☆☆